بیسویں صدی کی ایک عظیم شخصیت، معروف عالم دین، مرد مجاہد، جہاد حریت کے عظیم سپہ سالار، باا ثر قائد و رہنما، عظیم دانشور و مفکر، فکر ولی اللہی کے پاسبان، علمائے دیوبند کے علوم ومعارف کے ترجمان، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت، مولانا

حسین احمد مدنی

(مختصر حیات وخدمات)

مفتی محمد قاسم اوجھاری

ناشر:
اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری، ضلع امروہہ، یوپی، انڈیا

تفصیلات

نام کتاب: مولانا حسین احمد مدنی (مختصر حیات وخدمات)
مرتب: محمد قاسم اوجھاری
صفحات: ۲۵
سن اشاعت: صفر المظفر ۱۴۴۴ھ ستمبر ۲۰۲۲ء
ناشر: اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری، ضلع امروہہ، یوپی، انڈیا

Published By:
islamic Research & Publication's Center
Ujhari, District Amroha, UP, India (244242)

Email: Qasimujhari1@gmail.com Qasimujhari@yahoo.com
Mobile: 9719452901

فہرست

اپنی بات

نحمده و نصلي على رسوله الكريم، امابعد:

عظیم علمی و دینی مرکز اور فکری دانش گاہ دارالعلوم دیوبند میں میرا داخلہ درجہ عربی ششم میں ۲۰۱۲ء میں ہوا تھا۔ دارالعلوم دیوبند ایک تعلیمی ادارہ ہونے کے ساتھ ایک تربیت گاہ بھی ہے، جہاں طلبا کی فکری تربیت پر بھی توجہ دی جاتی ہے، فکری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے صوبائی اور ضلعی سطح پر انجمنیں قائم ہیں، جن میں طلبہ کو تقریری اور تحریری مشقیں کرائی جاتی ہیں، تاکہ ایسے فضلاء تیار ہوں جو تقریر و تحریر میں بھی ید طولی رکھتے ہوں۔

ہمارا تعلق قصبہ ''اوجھاری'' سے ہے، جو ضلع ''امروہہ'' کی ایک بستی ہے، دارالعلوم دیوبند میں طلبۂ ضلع امروہہ کی انجمن ''اعزاز البیان'' کے نام سے ہے، جہاں ہفتہ واری تقریری پروگرام منعقد ہوتے ہیں، اور اسی کے تحت ''الفضل'' کے نام سے ایک اردو دیواری پرچہ اور ''الوعی الاسلامی'' کے نام سے عربی دیواری جریدہ ہے، یہ دونوں دیواری رسالے ماہانہ شائع ہوتے ہیں۔ اخیر سال میں انجمن کے ذمہ داران کی طرف سے طلبہ کے درمیان ایک تقریری اور تحریری مقابلہ بھی رکھا جاتا ہے، جس میں تمام مساہمین اور پوزیشن لانے والے طلبا کو گراں قدر انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

میں ۲۰۱۳ء اور ۲۰۱۴ء میں عربی ہفتم کا طالب علم تھا، اس سال انجمن کے زیر اہتمام تحریری مسابقے کے لیے دو موضوع کا انتخاب ہوا تھا، جن میں ایک شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی حیات وخدمات کے تعلق سے تھا، ہم نے شیخ الاسلام کی حیات وخدمات پر لکھنے کا فیصلہ کیا۔ مقالہ نگاری کے اصول وضوابط میں صفحات کی تحدید بھی تھی، اس لیے ایک جامع اور کثیر الجہت شخصیت کی حیات وخدمات کو مختصر صفحات میں سمیٹنا ہم جیسے طالب علم کے لیے دشوار تھا؛ خیر مقالہ تیار ہوا، اور اللہ کے فضل وکرم سے اول پوزیشن بھی حاصل ہوئی؛ جس پر اکابر علماء اور اساتذہ کرام کی موجودگی میں گراں قدر انعامات سے نوازا گیا۔

اس مقالے کو نظر ثانی اور کچھ معمولی اضافے کے بعد کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، تاکہ افادہ واستفادہ عام ہو سکے، اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی حیات وخدمات مختصر طور پر سامنے آسکیں، گویا یہ آپ کی حیات و خدمات کا مختصر اور جامع تذکرہ ہے، جو شروع زندگی سے لے کر آخر زندگی تک کے پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمارے گناہوں، غلطیوں اور کمی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

محمد قاسم اوجھاری

حرف آغاز

بڑی مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

دارالعلوم دیوبند کے چمن لالہ زار نے گذشتہ ڈیڑھ صدی سے ایسے بے شمار علماء، صلحاء، فضلاء، مفکرین اور مدبرین کے عطر بیز گلدستے پیش کیے ہیں جو اپنے علمی کمالات، عمدہ فضائل، حسن کردار، پختہ افکار، علمی لیاقتوں اور عظیم صلاحیتوں کی بنا پر مسلمانوں کی مذہبی اور قومی زندگی کے بہترین رہنما اور شاندار خدمت گزار ثابت ہوئے ہیں؛ جنھوں نے اپنی ضیا پاش کرنوں سے بزم علم و تحقیق کو مجلی اور فکر ونظر کی شاہ راہوں کو منور کیا ہے، اور اپنی سحر انگیز خوشبوؤں سے پورے عالم انسانیت کو معطر کیا ہے۔

انہیں آب دار موتیوں، سیماب صفات اور عبقری شخصیتوں میں سے ایک ممتاز، منفرد، تراشیدہ، فرید بے بہا اور آفتاب عالم شخصیت شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کی زندگی کا ہر پہلو قابل رشک اور اس لائق ہے کہ اس پر بھر پور گفتگو کی جائے؛ صحیح بات تو یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام ایک شخص ہی نہیں بلکہ مستقل ایک انجمن اور تحریک تھے، آپ کی عظیم خدمات وافکار کو دیکھ کر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک غیر معمولی اور عالم گیر شخصیت تھے۔

مختصراً یہ کہ جہاں آپ ایک طرف علمی میدان کے رازی اور غزالی تھے، وہیں دوسری طرف فکر ولی اللہی و قاسمی اور علوم علمائے دیوبند کے حقیقی جانشیں اور میدان جہاد حریت کے عظیم سپہ سالار تھے۔

شیخ الاسلام کی آمد سے قبل

آپ کی آمد سے قبل زمانہ اپنی رفتار پر چل رہا تھا، سورج کا طلوع و غروب بھی معمول کے مطابق تھا، موسموں کی نیرنگیاں بھی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا رہی تھیں؛ لیکن ایک چیز کی کمی پورے متحدہ ہندوستان میں انتہائی شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی تھی، وہ یہ کہ یہاں کے باشندے آزادی جیسی عظیم فطری نعمت سے محروم تھے اور ایک نہایت ہی جابر و سفاک حکومت کے خوں خوار چنگل میں پھنسے ہوئے تھے، پورا ملک کاسہ لیسی کی فضا سے مسموم تھا، پورے مادر وطن کی دولت سمٹ کر سات سمندر پار (برطانیہ) جارہی تھی، تاریخ ہند کا بدترین دور تھا اور اس ملک کے باشندے مفلس و قلاش ہوتے جارہے تھے۔

صبح زندگی

انہی حالات کے دوران ۱۹رشوال المکرم ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء بروز منگل رات ۱۱ بجے ضلع ''اناؤں'' کے ایک چھوٹے سے قصبے ''بانگرمئو'' میں ایک ولی اللہ کے گھر ایک انسان جنم لیتا ہے، جو نسب کا سید اور حسب کا کریم ہے، مستقبل کا

قائد اور دین کی بے لوث خدمت گزاری اپنے مقدر میں رکھتا ہے، مگر ابھی نہ اسے معلوم ہے اور نہ لوگوں کو کہ یہ آگے چل کر عظمت کا مینارہ بننے والا ہے، اور ایک عظیم انقلابی شخصیت بننے والا ہے۔

ایام طفولیت اور ابتدائی تعلیم

ابھی طفولیت کا زمانہ تھا کہ شیخ الاسلام کا گھرانہ ''بانگر مئو'' سے وطن مالوف الہ داد پور (ٹانڈہ) منتقل ہو گیا۔ بچپن میں چند دن کھیل کود کی آزادی رہی، لیکن جب عمر چار سال کی ہوئی تو یہ آزادی بھی ختم کردی گئی، آپ کی تعلیم کی ابتدا گھر سے ہوئی، والدہ ماجدہ نے اپنے پیارے فرزند کو بغدادی قاعدہ شروع کرایا، اور ساتھ ہی والد صاحب کے اسکول میں درجۂ اول میں داخل کرایا؛ جوں جوں عمر بڑھتی گئی آپ کے کمالات بھی نکھرتے گئے، حتی کہ بارہ سال کی عمر میں اردو پڑھنے، حساب دانی اور جغرافیہ فہمی وغیرہ میں اپنے ساتھیوں پر فائق ہو گئے؛ دوسری طرف قرآن پاک کا ناظرہ مکمل کرنے کے بعد فارسی کی ابتدائی کتابیں بھی شروع کرادی گئیں۔ ابتدائی تعلیم وتربیت کے بعد اب آپ کو خالص علمی اور فکری ماحول میں نشو ونما کی ضرورت تھی۔

دارالعلوم دیوبند آمد اور تعلیمی دور

اعلی تعلیم وتربیت کے لیے صفر المظفر ۱۳۰۹ھ میں تیرہ سال کی عمر میں

آپ کو برصغیر کا معروف دینی وعلمی مرکز دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا، آپ کے دو بھائی پہلے سے یہیں مقیم تھے، آپ بھی انہیں کے زیر سایہ رہنے لگے؛ وقت گذرتا رہا اور علم وعمل کا یہ شہزادہ رفتہ رفتہ پروان چڑھتا رہا، اور مادرعلمی کے گہوارے میں اپنے استاد ومربی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے مشورے، جہد مسلسل اور عزم واستقلال کی وجہ سے ہمیشہ اپنے رفقائے درس پر سبقت لے جاتا رہا؛ یہاں تک کہ ۱۳۱۶ھ میں علم وعمل کے شباب کو پہنچتا ہے اور مسلک وطریقت کی راہ پر بھی گامزن ہوجاتا ہے۔

شیخ الاسلام اور تصوف وطریقت

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب علومِ ظاہری سے آراستہ ہونے کے بعد علومِ باطنی کی فکر دامن گیر ہوئی، تو آپ نے حضرت شیخ الہندؒ سے اظہارِ خیال کیا؛ انہوں نے سید العارفین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب رہنمائی فرمائی، تعمیلِ حکم میں اُن سے بیعت ہوگئے، اور روحانی کمالات کا خوب اکتساب کیا۔ بالآخر ان کے خلیفہ ومجاز ہوئے، پھر اس کے بعد آپ کے وعظ وارشاد اور بیعت وتلقین وغیرہ کے ذریعے لاکھوں افراد کی اصلاح وتربیت ہوئی، ہزاروں طالبینِ حق اور مسافرین سلوک وطریقت آپ کے روحانی وباطنی کمالات وملکات سے خوب فیض یاب وسیراب ہوئے؛ تقریباً ۱۶۷ حضرات آپ کی طرف سے اجازت وبیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

ہندوستان خیر آباد

۱۳۱۶ھ میں حضرت شیخ الاسلام کے والد ماجد نے جملہ اہل وعیال سمیت بغرض ہجرت بیت اللہ شریف (مکہ مکرمہ) کا قصد فرمایا، آپ بھی ان کی رفاقت میں ۱۳۱۶ھ میں مادر علمی دار العلوم دیوبند کو خیر آباد کہہ کر حجاز مقدس تشریف لے گئے، اپنے استاذ حضرت شیخ الہند کی اس نصیحت کے ساتھ کہ: ''پڑھانا ہرگز نہ چھوڑنا، خواہ ایک ہی دو طالب علم ہوں''۔

شہر طیبہ میں شیخ الاسلام کی گل کاریاں

مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نے اپنے شیخ ومربی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی نصیحت کو سینے سے لگا کر اپنے تدریسی سفر کا آغاز فرمایا؛ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور مسلسل جاری رکھا، درمیان میں کچھ عرصے کے لیے دیوبند اور گنگوہ کی حاضری بھی ہوئی، مگر مجموعی طور پر اٹھارہ سال اور کچھ مہینے حرم اطہر میں آپ کو درس وتدریس کی سعادت میسر ہوئی؛ آپ کا درس نہایت ہی مقبول تھا، حلقۂ درس خاص مسجد نبوی میں روضۂ رسول کے سامنے ایسی عظمت و برکت کے ساتھ جاری ہوا

کہ شرفائے مدینۃ الرسول کی اولادیں بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے لگیں، حلقۂ درس میں اس قدر توسیع ہوئی کہ مشرق وسطی، افریقا، چین، الجزائر اور مشرق ہند کے تشنگان علوم سیرابی کے لیے آپ کی طرف کھنچے چلے آنے لگے۔

؎ یہ رتبۂ بلند ملا جسے مل گیا۔

آپ روزانہ چودہ پندرہ کتابیں مختلف علوم وفنون کی پڑھاتے تھے، جن میں درسیات ہند کے علاوہ مدینہ منورہ، مصر اور استنبول کی کتابیں بھی زیر درس تھیں؛ مدینہ منورہ کے تعطیلی ایام (منگل، جمعہ) میں بھی خصوصی درس دیا کرتے تھے۔

اسارت مالٹا اور رہائی

دریں اثنا کہ شیخ الاسلام مسجد نبوی میں معلم اور شیخ الحدیث تھے، آپ کے استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی حج اور کچھ سیاسی اغراض کے لیے حجاز تشریف لے گئے، آپ بھی وہاں استاد مکرم کے ساتھ ہو گئے اور خلافت ترکی اور دیگر مسلم حکمرانوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی کی کوشش کی۔

اسی درمیان شریف مکہ کی طرف سے خلافت ترکی کی تکفیر کا فتوی آپ حضرات کے دستخط کے لیے آیا، جس سے انکار کے جرم میں شریف مکہ نے آپ لوگوں کو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیا، جنھوں نے سخت تفتیش کے بعد اسارت مالٹا کا حکم دے دیا۔

بالآخر ۲۳ / ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۵ / فروری ۱۹۱۷ء کو چمنستان آزادی کے خواہاں ان بلبلوں کو قفس مالٹا کی طرف روانہ کردیا جاتا ہے، جو سیاسی اور جنگی قیدیوں کا مرکز ہے، جو قیدی صعوبتوں اور مصائب و آلام میں اپنی شہرت رکھتا ہے، جہاں سوائے موت کے کچھ نظر نہیں آتا ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی نے مالٹا کی قید کے دوران تقریبا دس ماہ میں قرآن مجید یاد کیا، اور اپنے استاذ حضرت شیخ الہند کو تراویح کے بعد نوافل میں سنایا کرتے تھے؛ اس زمانے میں والد صاحب اور دیگر خاندانی افراد کی وفات کی خبروں نے بھی بہت گہرا صدمہ اور دکھ پہنچایا۔ بالآخر تقریبا چار سال قید و بند کی سزائیں کاٹ کر ۲۳ / جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ / مارچ ۱۹۲۰ء کو مالٹا کے بحر ظلمات سے رہا ہو گئے۔ جب گھر سے چلے تھے تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک چھوڑ کر گئے تھے، مگر رہائی کے بعد جب اپنے گھر پہنچے ہیں تو سب کچھ بدلا ہوا تھا؛ خاندان کے افراد کی اموات، صدموں پہ صدمہ؛ نہ خاندان تھا، نہ گھر۔

کلکتہ میں شیخ الاسلام کی خدمات

مالٹا سے رہا ہو کر شیخ الاسلام نے حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی درخواست اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے حکم کی بنا پر "نیو آزاد نیشنل مدرسہ عالیہ ناخدا مسجد کلکتہ" کا رخت سفر باندھا؛ اور ایک سال چند مہینے مدرسہ عالیہ کی صدارت، درس و تدریس اور دیگر محرکات دینیہ میں شریک رہے؛

پھر ۸/۹/جولائی ۱۹۲۱ء میں کراچی کی ''خلافت کانفرنس'' میں شامل ہونے کے بعد گرفتار کر لیے گئے، بریں بنا اس منصب سے بھی سبک دوشی اختیار کرنی پڑی۔

حضرت شیخ الاسلام سلہٹ میں

''مقدمہ کراچی'' کے بعد جب شیخ الاسلام جیل سے رہا ہوئے، تو ''مدرسہ مرکزیہ خلافت بلڈنگ سلہٹ'' میں بطور استاذ حدیث تشریف لے گئے، اور چار سال کے مختصر عرصے میں علوم دینیہ اور علوم معرفت سے نہ صرف سلہٹ بلکہ سارے بنگال والوں کو مالا مال کیا؛ اگرچہ سلہٹ میں آپ بظاہر شیخ الحدیث کے طور پر تشریف لے گئے تھے، مگر وہاں آپ کی علمی، تبلیغی اور روحانی مساعی کی بھی کوئی مثال نہیں ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت صدر مدرس اور ناظم تعلیمات

ابھی شیخ الاسلام سلہٹ میں مقیم تھے کہ اچانک آپ کو دارالعلوم دیوبند آنے کی دعوت دی گئی؛ دارالعلوم اس وقت ارباب حکومت اور سیاسی حالات کے پیش نظر وادیٔ پرخار تھا، مگر کارزار سیاست کے سیف وسنان نے آپ کو کانٹوں کا عادی بنا دیا تھا؛ لہذا آپ نے سلہٹ کے اس چمن زار کو الوداع کہا اور دارالعلوم کے خارستان کو اپنا نشیمن بنالیا۔

شیخ الاسلام کی عقابی نگاہ، بلند خیالی، وسعت فکر اور اخلاص کی برکت تھی کہ بادِ صرصر کے جھونکے ختم ہوئے اور دار العلوم شاہ راہ ترقی پر بھی تیزی سے قدم بڑھانے لگا، آپ تا حیات اس لالہ زار کی آبیاری کرتے رہے، آپ ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۷۷ھ تک ۳۲/ برس دار العلوم دیو بند میں صدر مدرس اور ناظم تعلیمات رہے۔

جمعیۃ العلماء کا قیام اور شیخ الاسلام کی شرکت

ہندوستان میں ''جلیانوالہ باغ امرتسر'' کے خونی حادثے کے بعد یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی گئی کہ علماء کی اپنی ایک تنظیم ہونا ضروری ہے، تا کہ علماء کسی بھی معاملے میں متحدہ طور پر آواز اٹھا سکیں؛ چناں چہ اسی ضمن میں نومبر ۱۹۱۹ء میں بمقام دہلی ''جمعیۃ العلماء'' کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی جمعیت علمائے ہند کے اکثر جلسوں میں قوم و ملت کی خدمت و رہنمائی کے لیے شریک ہوتے رہے، آپ نے جمعیت کے کل اٹھارہ سالانہ جلسوں میں شرکت فرمائی۔

جمعیۃ العلماء کی صدارت اور تقسیم وطن کا مسئلہ

مؤرخہ ۷ تا ۹ جون ۱۹۴۰ء بمقام جونپور ''جمعیت علمائے ہند'' کا بارہواں جلسہ منعقد ہوا، جس میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کو جمعیت

علمائے ہند کا باضابطہ صدر بنا گیا، اور تاحیات آپ اس منصب پر فائز رہے۔

اس کے بعد ''جمعیۃ العلماء'' کا تقسیم ہند سے پہلے تیرہواں اور چودہواں جلسہ منعقد ہوا، ان تمام جلسوں میں حضرت شیخ الاسلام نے تقسیم وطن کے مسئلے کی پرزور تنکیر فرمائی، مذہب کی بنیاد پر تقسیم وطن کی صورت میں واقع ہونے والے حادثات کو مفصل بیان کیا، اور جمعیت کے پلیٹ فارم سے قومی یکجہتی اور متحدہ ہندوستان کے لیے بڑی کوششیں کیں، مگر ان کی تدبیریں تقدیر پر غالب نہ آسکیں۔

حضرت شیخ الاسلام اور تحریک آزادئ ہند

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نے ''تحریک آزادئ ہند'' میں بڑی عظیم قربانیاں انجام دی ہیں، جو تاریخ ہند کا روشن باب ہے اور جس کے بغیر آزادی کی تاریخ ادھوری ہے۔

١٩٢٣ء سے ١٩٣٩ء تک کا زمانہ ہندوستانی سیاست کے لحاظ سے ہیجانی دور تھا، انگریز حکومت ہندوستانیوں کے دلوں سے تحریک آزادی کے جذبات کو کچلنا چاہتی تھی، ہندو اور مسلمانوں کو مذہب کی بنیاد پر خوب بھڑکایا جارہا تھا، تاکہ یہاں لوگوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا نہ ہوسکے، اور وہ آپسی لڑائی اور جھگڑوں میں ہی لگے رہیں؛ سنت کے شیدائی حضرت شیخ الاسلام نے یہاں بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے لوگوں میں اتحاد

واتفاق اور قومی یکجہتی کے لیے بڑے پیمانے پر انتھک کوششیں کیں، اور ہندوستان کو طوق غلامی سے نجات دلانے کے لیے سیاسی پارٹی ''کانگریس'' کے بھی شریک عمل ہوگئے۔ بالآخر جان و مال کی بازی اور قربانیوں کے نتیجے میں ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو یہ وطن عزیز انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔

حضرت شیخ الاسلام اور مکاتب اسلامیہ کا قیام

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستان کے جن علاقوں میں مسلمان تباہ ہو چکے تھے، آپ نے وہاں دینی مکاتب کھولنے پر زور دیا، اور اس کے لیے بہت کوششیں کیں؛ بعد میں مدارس و مکاتب کے قیام کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا اور ان کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دین اسلام کے تحفظ اور اس کی تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ مانا گیا۔

تصنیف وتالیف

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے ہزاروں شاگرد چلتی پھرتی ایسی تصانیف ہیں، جن کا علمی فیض ہمیشہ جاری رہے گا؛ آپ کی ساری عمر درس و تدریس اور تحریک آزادیِ ہند کی جدوجہد میں گزری، تصنیف وتالیف کے لیے جس دل جمعی اور پرسکون ماحول کی ضرورت ہے، وہ آپ کو صرف مالٹا اور ہندوستان کے جیل خانوں میں میسر آیا؛ پھر بھی آپ نے قلم اٹھایا اور ایک درجن

سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں، مختلف موضوعات پر بہت سے مضامین لکھے۔
آپ کی چند تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:
(۱) اسیر مالٹا (۲) نقش حیات (۳) اللہ تعالی کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتیں (۴) مودودی دستور کی حقیقت (۵) عمل وعقیدہ (۶) شہاب ثاقب (۷) نزول امام مہدی (۸) متحدہ قومیت (۹) داڑھی کا فلسفہ (۱۰) سفرنامۂ شیخ الہند (۱۱) مکتوبات شیخ الاسلام (۱۲) کشف حقیقت (۱۳) نصاب مدنی۔

عادات واخلاق

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی بڑے خوش مزاج، خندہ جبیں اور متواضع انسان تھے، اخلاق میں ایسی تفوق و برتری کہ زندگی کا ہر ہر قدم ''**انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**'' کی تعبیر وتشریح تھا، گفتگو ایسی شگفتہ اور دلکش ہوتی کہ جس محفل میں ہوتے شمع محفل معلوم ہوتے؛ حسن سیرت اور حسن صورت دونوں سے متصف تھے۔

شدید گرمی میں دو پہر ۱۲/ بجے کا وقت ہو، چھتری پیش کی جائے تو لینے سے انکار کر دیتے تھے؛ بارش کے زمانے میں راستہ کیچڑ آلود ہوتا، لیکن دارالحدیث کی جانب محوسفر ہوتے، ایک ہاتھ میں چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں چھتری ہوتی؛ کپڑے کیچڑ آلود ہوتے، سواری پیش کی جاتی تو انکار کردیتے؛ شاگرد تانگے والے کو لے آتے، بار بار اصرار کرنے پر ایک دفعہ کہنے لگے کہ:

کیچڑ سے ہم پیدا ہوئے، اگر اس میں جاملیں تو کیا ڈر ہے؛ ایک مرتبہ طلبہ کے اصرار پر تیار ہو گئے، دوسرے دن کہیں دور جانا تھا، تانگہ والا حاضر ہوا، تو اس کے تانگے پر اس وقت سوار ہوئے جب یہ شرط تسلیم کرالی کہ وہ درس گاہ تک لے جانے کے لیے آئندہ کبھی نہیں آئے گا۔

شریک حیات کے انتقال پر فراغت تدفین کے کچھ دیر بعد دارالحدیث کا رخ کیا، مجمع میں ہل چل مچ گئی، تمام عمائدین نے سمجھایا کہ صدمہ بالکل تازہ ہے اور اس سے دل ودماغ کا متأثر ہونا قدرتی امر ہے؛ مگر آپ نے کسی کی نہ سن کر ''دارالحدیث'' میں پہنچ کر بخاری شریف کا درس شروع کر دیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے دوبارہ جا کر سمجھانے کی کوشش کی، تو جواب دیا کہ: اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اطمینان قلب اور کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے؟

آپ یتیموں اور بیواؤں کی عموماً امداد فرماتے تھے، بے روزگاری کے دور میں متأثرین کو مستقل امداد دیتے رہتے تھے، ان میں مسلم اور غیر مسلم کی بھی کوئی قید نہیں تھی؛ جو لوگ مفلوک الحال ہوتے ان کی امداد باضابطہ طور پر فرماتے؛ عید کے مواقع پر اگر اپنے آبائی وطن ہوتے تو خود رشتہ داروں کے یہاں عید سے پہلے جاتے اور عیدی تقسیم فرماتے۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے یتیم بھتیجے کی شادی کے لیے اپنی جیب سے پچیس ہزار روپے کی مالیت سے عالی شان گھر تعمیر کروایا۔ بھتیجے کی وفات کے بعد ان کی اولاد کا کہنا ہے کہ: گرفتاری اور قید تک ہمیں احساس بھی نہ ہونے دیا کہ ہم یتیم ہیں۔ غرض یہ کہ اس دور نفسا نفسی میں بھتیجے اور اس کی اولاد کے ساتھ غیر

معمولی مہربانی اور محبت کا معاملہ بے نظیر مثال ہے۔

آپ طلبا کی بھی خوب امداد کرتے تھے، جن طلبا کو مدرسے سے کھانا نہیں ملتا تھا، آپ ان کا انتظام اپنے یہاں سے فرما دیتے تھے؛ ایک چشم دید گواہ کہتے ہیں کہ: میں ایک مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر تھا، دیگر حاضرین کی کافی تعداد تھی، عرضیاں پیش کی جارہی تھیں، آپ نے ایک طالب علم کی عرضی کو غور سے پڑھا، پھر دریافت کیا کہ: تمہارے گھر تک سفر کا کرایہ کتنا ہے؟ اس نے کہا: ۱۵ روپے۔ پوچھا: تمہارے پاس کتنے ہیں یا بالکل نہیں ہیں؟ اس نے جواب دیا: ۷ روپے، پھر آپ نے جیب سے اسے ۸ روپے عنایت کیے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سال بھر میں ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام جب تک زندہ رہے سخاوت کا دریا بہتا رہا اور فیاضی کا سمندر موجزن رہا۔ آپ کا محبوب مشغلہ ہی یہی تھا کہ دولت کو اللہ کے راستے میں خوب لٹایا جائے اور نادار لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جائیں۔

اس سخاوت وفیاضی کے باوجود اپنے گھر کا حال یہ تھا کہ مولانا عبدالحق مدنی فرماتے ہیں: مدینہ منورہ والے سید حسین احمد مدنی کی اتنی عزت کرتے تھے کہ دوسرے کسی عالم کو یہ امتیاز حاصل نہیں تھا، لیکن مدنی رمضان شریف میں روزے پر روزے رکھتے اور کسی کو خبر نہ ہوتی۔ چناں چہ میں نے افطار کا پروگرام رکھا، میں کھانا لے آیا، اصرار پر انہوں نے تھوڑا سا کھایا؛ میں سمجھتا رہا کہ ان کے گھر سے بھی کھانا آئے گا، مگر افطاری تو کجا، سحر کو بھی نہیں آیا؛ آپ کے پاس چند کھجوریں تھیں، جن سے روزہ افطار اور سحر کر لیا کرتے تھے؛ میں نے عرض کیا:

آں جناب کے گھر سے نہ افطار میں کھانا آیا اور نہ سحر کے لیے کوئی خبر آئی ؟ مدنی نے بات ٹالنے کی بہت کوشش کی اور گفتگو کا رخ ادھر ادھر پھیرنا چاہا، لیکن میرا اصرار بڑھتا ہی گیا؛ فرمایا عبدالحق! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کبھی تو پوری ہونی چاہیے۔ اسکے بعد انتہائی بزرگانہ انداز میں فرمایا کہ: میرے گھر کی بات کسی سے نہ کہنا: (بار بار آدھ پاؤ ''مسور'' کی دال پکا کر سب گھر والوں نے تھوڑی تھوڑی پی کر یا ''تربوز'' کے چھلکے سڑک پر سے اٹھا کر دھو کر شب میں پکا کر اس کا پانی پی کر گذر کیا)۔

نظافت پسندی

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کا لباس اگرچہ نہایت معمولی زیب تن رہتا، لیکن صاف اور اجلے کپڑے پہننے کے عادی تھے، عطر بے حد استعمال فرماتے تھے، خوشبو کے عاشق اور گل ریحان کے شیدائی تھے، سبزے سے خاص انس و محبت تھی، جب پھولوں سے لدے ہوئے پیڑ پودوں اور درختوں کے پاس سے گزرتے اور دل آویز روشوں سے چکراتے تو مسرت وابتہاج ان کے نورانی چہرے پر پھٹا پڑتا تھا۔

امتیازات

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ایک عظیم عالم دین ہونے کے ساتھ

شجاعت و بہادری میں خالد بن ولید اور ابوعبیدہ ابن جراح کا نمونہ، ابوذر غفاری کی شان فکروزہد کی منھ بولتی تصویر تھے؛ ساتھ ہی ''تحریک ریشمی رومال'' کے سپہ سالار، فکروتخیل کا قطب مینار، علوم ولی اللہی کے پاسبان، اکابرین دیوبند کے علمی و سیاسی مسلک کے ترجمان، محدث اعظم ، اولو العزم مجاہد اور بااثر رہنما تھے؛ الغرض جملہ اوصاف حمیدہ اور صلاحیت ولیاقت آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

ڈاکٹر عبدالرحمن شاہ جہان پوری فرماتے ہیں کہ: علم وعمل کی دنیا میں عظیم الشان شخصیات کے ناموں کے ساتھ مختلف خصائل وکمالات کی تصویریں ذہن کے پردے پر نمایاں ہوتی ہیں، لیکن مولانا محمود الحسن اور حسین احمد مدنی کا نام زبان پر آتا ہے تو ایک کامل درجے کی اسلامی زندگی اپنے ذہن وفکر، علم اور اخلاق وسیرت کے تمام خصائل وکمالات اور محاسن ومحامد کے ساتھ تصویر میں ابھرتی اور ذہن کے پردوں پر نقش ہوجاتی ہے۔ اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ اسلامی زندگی کیا ہوتی ہے؟ تو میں پورے یقین اور قلب کے کامل اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حسین احمد مدنی کی زندگی کو دیکھ لیجیے، اگرچہ یہ ایک قطعی اور آخری جواب ہے، لیکن میں جانتا ہون کہ اس جواب کو عملی جواب تسلیم نہیں کیا جائے گا اور ان حضرات کا قلب اس جواب سے مطمئن نہیں ہوسکتا جنھوں نے اپنی دورافتادگی وعدم مطالعہ کی وجہ سے یا قریب ہوکر بھی اپنی غفلت کی وجہ سے، یا اس وجہ سے کہ کسی خاص ذوق ومسلک کے شغف وانہماک ، یا بعض تعصّبات نے انکی نظروں کے آگے پردے ڈال دیئے تھے اور وہ حسین احمد مدنی کے فکر کی رفعتوں، سیرت کی دل ربائیوں اور علم وعمل کی جامعیت کبریٰ کو محسوس نہ کرسکے

تھےاورانکے مقام کی بلندیوں کااندازہ نہ لگا سکے تھے۔

شام زندگی

فکر ونظر کے میدان کا یہ مجنوں، ملی وسیاسی خدمتوں کے صحرا کا یہ مجنوں، دین وشریعت کے جنگل کا یہ مجنوں، امت کی ہمہ گیر ترقی کے لیے تڑپنے اور اتحاد و اتفاق کی لیلی پر جان چھڑکنے والا یہ مجنوں ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ر دسمبر ۱۹۵۷ء بروز جمعرات بمقام دیوبند (یوپی) نصف النہار کے بعد تقریبا ڈیڑھ بجے اپنے وابستگان کو کرب والم اور غم واندوہ میں تڑپتا ہوا چھوڑ کر دار آخرت کی طرف رحلت فرما گیا۔ ؎ مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے۔

ساڑھے بارہ بجے شب قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے ایما پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ قاسمی قبرستان دیوبند میں تدفین عمل میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باری تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔

مصادر ومراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین ومؤلفین
۱	نقش حیات	مولانا حسین احمد مدنی
۲	شیخ الاسلام ایک سیاسی مطالعہ	ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری
۳	اسیران مالٹا	مولانا سید محمد میاں صاحب
۴	علمائے ہند کا شاندار ماضی	مولانا محمد میاں دیوبندی
۵	مشاہیر علمائے دیوبند	مفتی ظفیر الدین دربھنگوی
۶	الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر	مطبوعہ پاکستان
۷	شیخ الاسلام حیات اور کارنامے	جناب رشید الوحیدی صاحب
۸	مآثر شیخ الاسلام	مولانا اسیر ادروی
۹	دنیائے اسلام کی چند عظیم شخصیتیں	مولانا عطاء الرحمن
۱۰	چند مشاہیر	ڈاکٹر عبداللہ مغیثی
۱۱	اکابر علمائے دیوبند	شیخ محمد زکریا کاندھلوی
۱۲	علمائے دیوبند کے تابندہ نقوش	علامہ قمر عثمانی
۱۳	تحریک خلافت	قاضی عدیل عباسی

۱۴	یہ تھے شیخ الاسلام	قاری ابوالحسن اعظمی
۱۵	مسلمانوں کا روشن مستقبل	مولانا عقیل احمد
۱۶	چراغ محمدی	مولانا عبیداللہ صاحب
۱۷	شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی	مولانا عبدالقیوم حقانی
۱۸	چراغ محمد	مولانا زید الحسینی
۱۹	علمائے دیوبند کے آخری لمحات	مولانا ثناءاللہ شجاع آبادی
۲۰	جنگ آزادی میں مسلم علماء اور عوام کا کردار	مفتی محمد سلمان منصور پوری